وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عماالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جوناگڑھی

الْحَشْر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت سعید بن جبیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ یہ سورۂ حشر ہے تو آپ نے فرمایا قبیلہ بنونضیر کے بارے میں اتری ہے۔

بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے جواباً فرمایا یہ سورت سورۂ بنونضیر ہے۔

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ...

آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تحمید تقدیس تمجید تکبیر توحید میں مشغول ہے۔

جیسے اور جگہ فرمان ہے:

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلاَّ يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ (17:44)

ہر چیز اللہ کی پاکیزگی اور ثنا خوانی کرتی ہے۔

... وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (١)

اور وہ غالب ہے اور باحکمت ہے۔

وہ غلبہ والا اور بلند جناب والا اور عالی سرکار والا ہے، اور اپنے تمام احکام اور کل فرمان میں حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ...

وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو گھروں سے نکال کر پہلے حشر کی زمین میں لا کھڑا کیا،

جس نے اہل کتاب کے کافروں یعنی قبیلہ بنونضیر کے یہودیوں کو ان کے گھروں سے نکالا۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ مدینہ میں آ کر حضورؐ نے ان یہودیوں سے صلح کر لی تھی کہ نہ آپ ان سے لڑیں نہ یہ آپؐ سے لڑیں۔ لیکن ان لوگوں نے اس عہد کو توڑ دیا جسکی وجہ سے اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان پر غالب کیا اور آپؐ نے انہیں یہاں سے نکال دیا۔

... مَا ظَنَنتُمْ أَن يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ اللَّهِ ...

تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ خود بھی سمجھ رہے تھے کہ انکے سنگین قلعے انہیں اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے

... فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا...

پس ان پر عذاب اللہ ایسی جگہ سے آ پڑا کہ انہیں گمان بھی نہ تھا

یہودی یہ سمجھ رہے تھے کہ ان مضبوط قلعوں کے ہوتے ہوئے کوئی انکا کچھ بگاڑ نہیں سکتا، لیکن جب اللہ کی پکڑ آئی یہ سب چیزیں یونہی رکھی کی رکھی رہ گئیں اور اچانک اس طرح گرفت میں آ گئے کہ حیران رہ گئے اور بعض تو شام کے مقام اذرعات کی طرف چلے گئے جو حشر نشر کی جگہ ہے اور بعض خیبر کی طرف جا نکلے۔

ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ اپنے اونٹوں پر لاد کر جو لے جا سکو اپنے ساتھ لے جاؤ، اس لیے انہوں نے اپنے گھروں کو اجاڑ دیا توڑ پھوڑ کر جو چیزیں لے جا سکتے تھے اپنے ساتھ اٹھا لیں، جو رہ گئیں وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔

... وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ...

انکے دلوں میں اللہ نے رعب ڈال دیا

... يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ...

اپنے گھروں کو اپنے ہی ہاتھوں برباد کرنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں بھی برباد ہوئے'

واقعہ کو بیان کر کے فرماتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے مخالفین کا انجام دیکھو اور اس سے عبرت حاصل کرو کہ کس طرح ان پر عذاب الٰہی اچانک آ پڑا اور دنیا میں تباہ و برباد کئے گئے اور آخرت میں بھی ذلیل و رسوا ہو گئے اور دردناک عذابوں میں جا پڑے۔

بنونضیر کا تفصیلی واقعہ:

غزوہ بنونضیر کا سبب یہ تھا کہ مشرکوں نے دھوکہ بازی سے صحابہ کرامؓ کو بیر معونہ میں شہید کر دیا' جنکی تعداد ستر تھی۔ ان میں سے ایک حضرت عمروؓ بچ کر بھاگ نکلے۔ مدینہ کی طرف آتے آتے موقعہ پا کر انہوں نے قبیلہ بنو عامر کے دو شخصوں کو قتل کر دیا حالانکہ یہ قبیلہ رسول اللہؐ سے معاہدہ کر چکا تھا' اور آپؐ نے انہیں امن و امان دے رکھا تھا لیکن اسکی خبر حضرت عمروؓ کو نہ تھی۔ جب یہ مدینہ پہنچے اور حضورؐ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا تم نے انہیں قتل کر ڈالا۔ اب مجھے انکے وارثوں کو دیت یعنی جرمانہ قتل و خون بہا ادا کرنا پڑے گا۔ بنونضیر اور بنو عامر میں بھی حلف و عقد اور آپس میں مصالحت تھی اس لیے حضورؐ انکی طرف چلے تا کہ کچھ یہ دیں کچھ آپ دیں اور بنو عامر کو راضی کر لیا جائے۔ قبیلہ بنونضیر کی گڑھی مدینہ کے مشرق کی جانب کئی میل کے فاصلے پر تھے جب آپؐ یہاں پہنچے تو انہوں نے کہا ہاں حضور ہم موجود ہیں ابھی ابھی جمع کر کے اپنے حصے کے مطابق آپ کی خدمت میں حاضر کرتے ہیں۔

ادھر آپ سے ہٹ کر یہ لوگ آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اس سے بہتر موقعہ کب ہاتھ لگے گا؟ اس وقت آپؐ قبضے میں ہیں آؤ کام تمام کر ڈالو۔ چنانچہ یہ مشورہ ہوا کہ جس دیوار سے آپ لگے بیٹھے ہیں اس گھر پر کوئی چڑھ جائے اور وہاں سے بڑا سا پتھر آپ پر پھینک دے کہ آپ دب جائیں۔ عمرو بن جحاش ابن کعب اس کام پر مقرر ہوا۔

اس نے آپ کی جان لینے کا بیڑا اٹھایا اور چھت پر چڑھ گیا چاہتا تھا کہ پتھر لڑھکا دے اتنے میں اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حضورؐ کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ آپ یہاں سے اٹھ کھڑے ہوں۔ چنانچہ آپ فوراً ہٹ گئے اور یہ بدباطن اپنے برے ارادے میں ناکام رہے' آپؐ کے ساتھ اس وقت چند صحابہؓ تھے مثلاً حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت علیؓ اور کچھ صحابہ کرامؓ۔

آپ یہاں سے فوراً مدینہ کی طرف چل پڑے۔ ادھر جو صحابہؓ آپؐ کے ساتھ نہ تھے اور مدینہ میں آپکے منتظر تھے انہیں دیر لگنے کے باعث خیال ہوا اور وہ آپکو ڈھونڈنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے لیکن ایک شخص سے معلوم ہوا کہ آپؐ مدینہ پہنچ گئے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ واپس آئے۔ پوچھا کہ حضور کیا واقعہ ہے۔ آپؐ نے سارا قصہ سنایا اور حکم دیا کہ جہاد کی تیاری کرو۔ مجاہدین نے کمریں باندھ لیں اور اللہ کی راہ میں نکل کھڑے ہوئے۔ یہودیوں نے لشکروں کو دیکھ کر اپنے قلعے کے پھاٹک بند کر دیے اور پناہ گزیں ہو گئے۔

آپؐ نے محاصرہ کر لیا پھر حکم دیا کہ انکے کھجور کے درخت جو آس پاس ہیں وہ کاٹ دیئے جائیں اور جلا دیئے جائیں۔ اب تو یہود چیخنے لگے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ تو زمین میں فساد کرنے سے اوروں کو روکتے تھے اور فسادیوں کو برا کہتے تھے پھر یہ کیا ہونے لگا؟ پھر ادھر تو درخت کٹنے کا غم' ادھر جو کمک آنے والی تھی اسکی طرف سے مایوسی۔ ان چیزوں نے ان یہودیوں کی کمر توڑ دی۔

کمک کا واقعہ یہ ہے کہ بنوعوف بن خزرج کا قبیلہ جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ودیعہ بن مالک ابن ابوقوقل اور سوید اور داعس وغیرہ تھے ان لوگوں نے بنونضیر کو کہلوا بھیجا تھا کہ تم مقابلے پر جمے رہو اور قلعہ حوالے نہ کرو ہم تمہاری مدد پر ہیں' تمہارا دشمن ہمارا دشمن ہے' ہم تمہارے ساتھ مل کر اس سے لڑیں گے اور اگر تم نکلے تو ہم بھی نکلیں گے۔

لیکن اب تک انکا وعدہ پورا نہ ہوا اور انہوں نے یہودیوں کی کوئی مدد نہ کی۔ ادھر انکے دل مرعوب ہو گئے تو انہوں نے درخواست کی کہ یارسول اللہ ہماری جان بخشی کیجئے' ہم مدینہ چھوڑ جاتے ہیں لیکن ہم اپنا جو مال اونٹوں پر لاد کر لے جا سکیں وہ ہمیں دے دیا جائے۔ آپؐ نے رحم کھا کر انکی یہ درخواست منظور فرمالی اور یہ لوگ یہاں سے چلے گئے۔ جاتے وقت اپنے دروازوں تک کو اکھیڑ کر لے گئے گھروں کو گرا گئے اور شام اور خیبر میں جا کر آباد ہو گئے۔

ان کے باقی مال خاص رسول اللہؐ کے ہو گئے کہ آپ جس طرح چاہیں انہیں خرچ کریں۔ چنانچہ آپؐ نے مہاجرین اولین کو یہ مال تقسیم کر دیا' وہاں انصار میں سے صرف دو شخصوں کو یعنی سہل بن حنیفؓ اور ابودجانہ سماک بن خرشہ کو دیا اس لیے کہ یہ دونوں حضرات مساکین تھے۔

سورہ حشر اسی واقع بنونضیر کے بیان میں اتری ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں جسے اس میں شک ہو کہ محشر کی زمین شام کا ملک ہے وہ اس آیت کو پڑھ لے ان یہودیوں سے جب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم یہاں سے نکل جاؤ' تو انہوں نے کہا ہم کہاں جائیں۔ آپؐ نے فرمایا محشر کی زمین کی طرف۔

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ نے بنونضیر کو جلاوطن کیا تو فرمایا اول حشر ہے اور ہم بھی اس کے پیچھے ہی پیچھے ہیں۔ ابن جریر

بنونضیر کے ان قلعوں کا محاصرہ صرف چھ روز رہا تھا۔ محاصرین کو قلعہ کی مضبوطی یہودیوں کی زیادتی یکجہتی منافقین کی سازشیں اور خفیہ چالیں وغیرہ دیکھ کر ہرگز یہ یقین نہ تھا کہ اس قدر جلد یہ قلعہ خالی کر دیں گے۔ ادھر خود یہود بھی اپنے قلعے کی مضبوطی پر نازاں تھے اور جانتے تھے کہ وہ ہر طرح محفوظ ہیں لیکن امر اللہ ایسی جگہ سے آ گیا جو انکے خیال میں بھی نہ تھا۔

یہی دستور الٰہی ہے کہ مکار اپنی مکاری میں ہی رہتے ہیں اور بے خبر ان پر عذاب آ جاتا ہے۔ ان کے دلوں میں رعب چھا گیا اور بھلا رعب کیوں نہ چھاتا محاصرہ کرنے والے وہ تھے جنہیں اللہ کی طرف سے رعب دیا گیا تھا کہ دشمن مہینہ بھر کی راہ پر ہو اور وہیں اسکا دل دہلنے لگتا تھا' صَلَوَاتُ اللهِ وَ سَلَامُهُ عَلَيْهِ۔ یہودی اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو برباد کرنے لگے۔ چھتوں کی لکڑی اور دروازے لے جانے کے لیے توڑنے پھوڑنے شروع کر دیئے۔

... فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ (٢)

پس اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو اور اس اللہ سے ڈرو جس کی لاٹھی میں آواز نہیں۔

وَلَوْلَا أَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ...

اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر جلا وطنی کو مقدر نہ کر دیا ہوتا تو یقیناً انہیں دنیا میں ہی عذاب دیتا'

اگر ان یہودیوں کے مقدر میں جلا وطنی نہ ہوتی تو انہیں اس سے بھی سخت عذاب کیا جاتا' یہ قتل ہوتے اور قید کر لیے جاتے وغیرہ' پھر آخرت کے بدترین عذاب بھی انکے لیے تیار ہیں۔

جَلاء کے معنی قتل وفنا کے بھی کئے گئے ہیں۔

حضورؐ نے انہیں جلا وطنی کے وقت ہر تین آدمیوں کو ایک ایک اونٹ اور ایک ایک مشک دی تھی۔ اس فیصلہ کے بعد حضورؐ نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو انکے پاس بھیجا تھا اور انہیں اجازت دی تھی کہ تین دن میں اپنا سامان ٹھیک کر کے چلے جائیں۔

... وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ (٣)

اور آخرت میں تو انکے لیے آگ کا عذاب ہے ہی۔

اس دنیوی عذاب کے ساتھ ہی اخروی عذاب کا بیان بھی ہو رہا ہے کہ وہاں بھی انکے لیے حتمی اور لازمی طور پر جہنم کی آگ ہے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ...

اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی

وَمَن يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (٤)

اور جو بھی اللہ سے مخالفت کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی سخت عذاب کرنے والا ہے۔

ان کی اس درگت کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا اور اسکے رسول کا خلاف کیا اور ایک اعتبار سے تمام نبیوں کو جھٹلایا اس لیے کہ ہر نبی نے آپ کی بابت پیش گوئی کی تھی' یہ لوگ آپ کو پوری طرح جانتے تھے بلکہ اولاد کو انکا باپ جس قدر پہچانتا ہے اس سے بھی زیادہ یہ لوگ نبی آخرالزمان کو جانتے تھے لیکن تاہم سرکشی اور حسد کی وجہ سے مانا نہیں' بلکہ مقابلہ پر تل گئے اور ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے مخالفوں پر سخت عذاب نازل فرماتا ہے۔

مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ ...

تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جنہیں تم نے انکی جڑوں پر باقی رہنے دیا یہ سب اللہ کے فرمان سے تھا

... وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ (٥)

اور اس لیے بھی کہ بدکاروں کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔

لینۃ کہتے ہیں اچھی کھجوروں کے درختوں کو۔

عجوہ اور برنی جو کھجور کی قسمیں ہیں' بقول بعض وہ لینۃ میں داخل نہیں۔ اور بعض کہتے ہیں صرف عجوہ نہیں اور بعض کہتے ہیں ہر قسم کی کھجوریں اس میں داخل ہیں' بویرہ بھی داخل ہے۔

یہودیوں نے جو بطور طعنہ کے کہا تھا کہ کھجوروں کے درخت کٹوا کر اپنے قول کے خلاف فعل کر کے زمین میں کیوں فساد پھیلاتے ہو یہ اسکا جواب ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ حکم رب ہے اور اجازت الٰہی سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو ذلیل و ناکام کرنے اور انہیں پست و بدنصیب کرنے کے لیے ہو رہا ہے۔ جو درخت باقی رکھیں جائیں وہ اجازت سے اور جو کاٹے جاتے ہیں وہ بھی مصلحت کے ساتھ۔

یہ بھی مروی ہے کہ بعض مہاجرین نے بعض کو ان درختوں کے کاٹنے سے منع کیا تھا کہ آخر کو تو یہ مسلمانوں کو بطور مال غنیمت ملنے والے ہیں پھر انہیں کیوں کاٹا جائے؟ جس پر یہ آیت اتری کہ روکنے والے بھی حق بجانب ہیں اور کاٹنے والے بھی برحق ہیں' انکی نیت مسلمانوں کے نفع کی ہے اور انکی نیت کافروں کو غیظ و غضب میں لانے اور انہیں انکی شرارت کا مزہ چکھانے کی ہے' اور یہ بھی ارادہ ہے کہ اس سے جل کر وہ غصے میں بھر کر میدان میں آ جائیں تو پھر دو دو ہاتھ ہو جائیں اور اعداء دین کو کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے

صحابہؓ نے یہ فعل کرنے کو تو کر لیا پھر ڈرے کہ ایسا نہ ہو کاٹنے میں یا باقی چھوڑنے میں اللہ کی طرف سے کوئی مواخذہ ہو تو انہوں نے حضورؐ سے پوچھا اور یہ آیت نازل ہوئی یعنی دونوں باتوں پر اجر ہے کاٹنے پر بھی اور چھوڑنے پر بھی۔

بنوقریظہ کے یہودیوں پر اس وقت حضورؐ نے احسان کیا اور انکو مدینہ منورہ میں ہی رہنے دیا بالآخر جب یہ بھی مقابلے پر آئے اور منہ کی کھائی تو ان کے لڑنے والے مرد تو قتل کیے گئے اور عورتیں اور بچے اور مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ ہاں جو لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ایمان لائے وہ بچ رہے۔ پھر مدینہ سے تمام یہودیوں کو نکال دیا۔ بنوقینقاع کو بھی جن میں سے حضرت عبداللہ بن سلامؓ تھے اور بنو حارثہ کو بھی اور کل یہودیوں کو جلاوطن کیا۔

یہ واقعہ بقول ابن اسحاقؒ کے احد اور بیر معونہ کے بعد کا ہے اور بقول عروہؒ بدر کے چھ مہینے بعد کا' واللہ اعلم۔

فے کی تفصیل:

فے کس مال کو کہتے ہیں؟ اسکی صفت کیا ہے؟ اسکا حکم کیا ہے؟ یہ سب یہاں بیان ہو رہا ہے۔

فے کافروں کے اس مال کو کہتے ہیں جو ان سے لڑے بھڑے بغیر مسلمانوں کے قبضے میں آ جائے جیسے بنونضیر کا یہ مال تھا جس کا ذکر اوپر گزر چکا کہ مسلمانوں نے اپنے گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے تھے یعنی ان کفار سے آمنے سامنے کوئی مقابلہ اور لڑائی نہیں ہوئی بلکہ انکے دل اللہ نے اپنے رسول کی ہیبت سے بھر دیئے اور وہ اپنے قلعے خالی کر گئے جو قبضہ میں آ گئے' اسے فے کہتے ہیں۔ اور یہ مال حضورؐ کا ہو گیا آپ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں۔

پس آپؐ نے نیکی اور صلاح کے کاموں میں اسے خرچ کیا جسکا بیان اسکے بعد والی آیات میں ہے۔

وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ ...

ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ لگایا ہے جس پر نہ تو تم نے اپنے گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ

... وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَى مَن يَشَاءُ ...

بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے

... وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (٦)

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

فرمایا کہ بنونضیر کا جو مال بطور فے کے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دلوایا جس پر مسلمانوں نے اپنے گھوڑے یا اونٹ دوڑائے نہ تھے بلکہ صرف اللہ نے اپنے فضل سے اپنے رسول کو اس پر غلبہ دے دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ پر یہ کیا مشکل ہے وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے نہ اس پر کسی کا غلبہ نہ اسے کوئی روکنے والا بلکہ سب پر غالب وہی سب اسکے تابع فرمان۔

مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ ...

جو مال بستیوں والوں کا اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ ہی کا ہے

... وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ...

اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے

فرمایا جو شہر اس طرح پر فتح کئے جائیں انکے مال کا یہی حکم ہے کہ رسول اللہؐ سے اپنے قبضے میں کریں گے پھر انہیں دیں گے جن کا بیان اس اور اسکے بعد والی آیت میں ہے۔

یہ ہے فے کا مال کا مصرف اور اسکے خرچ کا حکم۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ بنونضیر کے مال بطور فے کے خاص رسول اللہؐ کے ہو گئے تھے۔ آپؐ اس میں سے اپنے گھر والوں کا سال بھر کا خرچ دیتے تھے اور جو بچ رہتا اسے آلات جنگ اور سامان حرب میں خرچ کرتے۔ سنن و مسند احمد

ابوداؤد میں حضرت مالک بن اوسؓ سے مروی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ نے مجھے دن چڑھے بلایا میں گیا تو مجھے دیکھ کر فرمایا تمہاری قوم کے چند لوگ آئے ہیں میں نے انہیں کچھ دیا ہے تم اسے لے کر ان میں تقسیم کر دو۔

اتنے میں آپ کا داروغہ آیا اور بتایا کہ حضرت عثمانؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت زبیر بن العوامؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے آنے کی خبر کی' آپ نے انہیں آنے کی اجازت فرمائی۔ داروغہ یرفا پھر آیا اور کہا امیر المومنین حضرت عباسؓ اور حضرت علی؟ اجازت طلب کر رہے ہیں' آپ نے اجازت فرمائی۔ حضرت عباسؓ کے کہا اے امیر المومنین میرا اور ان

کا فیصلہ کیجئے یعنی حضرت علیؓ کا' تو پہلے جو چار بزرگ آئے تھے ان میں سے بھی بعض نے کہا ہاں امیر المومنین ان دونوں بزرگوں کے درمیان فیصلہ کر دیجئے اور انہیں راحت پہنچایئے۔

حضرت عمرؓ نے ان چاروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہیں اس اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے ہمارا ورثہ بانٹا نہیں جاتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ ان چاروں نے اسکا اقرار کیا۔

پھر آپ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی طرح قسم دیکر ان سے بھی یہی سوال کیا اور انہوں نے بھی اقرار کیا۔

پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے ایک خاصہ کیا تھا جو اور کسی کے لیے نہ تھا۔ پھر آپ نے یہی آیت **وما افاء اللہ** پڑھی اور فرمایا بنونضیر کے مال اللہ تعالیٰ نے بطور فے کے اپنے رسول کو دیئے تھے۔ اللہ کی قسم نہ تو میں نے تم پر اس میں کسی کو ترجیح دی اور نہ خود ہی اسے سب کا سب لے لیا' رسول اللہؐ اپنا اور اپنی اہل کا سال بھر کا خرچ اس میں سے لے لیتے تھے اور باقی مثل بیت المال کے کر دیتے تھے۔

پھر ان چار بزرگوں کو اسی طرح قسم دیکر پوچھا کہ کیا تمہیں یہ معلوم ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ان دونوں سے قسم دے کر پوچھا اور انہوں نے بھی ہاں کہی۔

پھر فرمایا حضورؐ کے فوت ہونے کے بعد ابوبکرؓ والی بنے اور تم دونوں خلیفہ رسول کے پاس آئے' اے عباس! تم تو اپنی قرابت داری جتا کر اپنے چچازاد بھائی کے مال میں سے اپنا ورثہ طلب کرتے تھے اور یہ یعنی حضرت علیؓ اپنا حق جتا کر اپنی بیوی یعنی حضرت فاطمہؓ کی طرف سے انکے والد کے مال سے ورثہ طلب کرتے تھے جسکے جواب میں تم دونوں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ ہمارا ورثہ نہیں بانٹا جاتا ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

اللہ جانتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ یقیناً راست گو نیک کار رشد ہدایت والے اور تابع حق تھے' چنانچہ اس مال کی ولایت حضرت ابوبکر الصدیقؓ نے کی۔ آپ کے فوت ہو جانے کے بعد آپ کا اور رسول اللہؐ کا خلیفہ میں بنا اور وہ مال میری ولایت میں رہا۔

پھر آپ دونوں ایک صلاح سے میرے پاس آئے اور مجھ سے اسے مانگا جس کے جواب میں میں نے کہا کہ اگر تم اس شرط سے اس مال کو اپنے قبضے میں لو کہ جس طرح رسول اللہؐ اسے خرچ کرتے تھے تم بھی کرتے رہو گے تو میں تمہیں سونپ دیتا ہوں' تم نے اس بات کو قبول کیا اور اللہ کو بیچ میں دے کر تم نے اس مال کی ولایت کی' پھر تم اب جو آئے ہو تو کیا اسکے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہو قسم اللہ کی قیامت تک اس کے سوا اسکا کوئی فیصلہ میں نہیں کر سکتا۔

ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اگر تم اپنے وعدے کے مطابق اس مال کی نگرانی اور اسکا صرف نہیں کر سکتے تو تم اسے پھر لوٹا دو (تاکہ میں آپ اسے اسی طرح خرچ کروں جس طرح رسول اللہؐ کرتے تھے اور جس طرح خلافت صدیقی میں اور آج تک ہوتا رہا)۔

یہ فے کا مال جن پانچ جگہوں پر خرچ ہوگا یہی جگہیں غنیمت کے مال کے صرف کرنے کی بھی ہیں' اور سورۂ انفال میں انکی پوری تشریح و توضیح کے ساتھ کامل تفسیر الحمدللہ گزر چکی ہے۔

... كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ ...

تا کہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال بھی نہ رہ جائے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ مصارف ہم نے اس لیے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے ہیں کہ یہ مال داروں کے ہاتھ لگ کر کہیں انکا لقمہ نہ بن جائے کہ اپنی من مانی خواہشوں کے مطابق وہ اسے اڑائیں اور مسکینوں کے ہاتھ نہ لگے۔

... وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا ...

تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کام کے کرنے کو میرے پیغمبر تم سے کہیں تم اسے کرو اور جس کام سے وہ تمہیں روکیں تم اس سے رک جاؤ۔ یقین مانو جس کا وہ حکم کرتے ہیں وہ بھلائی کا کام ہوتا ہے اور جس سے وہ روکتے ہیں وہ برائی کا کام ہوتا ہے۔

مسند امام احمد اور بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ لعنت بھیجتا ہے اس عورت پر جو گدوائے اور گودے اور جو اپنی پیشانی کے بال لے اور جو خوبصورتی کے لیے اپنے سامنے کے دانتوں کی کشادگی کرے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی پیدائش کو بدلنا چاہے۔

یہ سن کر بنو اسد کی ایک عورت جن کا نام ام یعقوب تھا آپ کے پاس آئی اور پوچھا کہ کیا آپ نے اس طرح فرمایا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ کے رسول نے لعنت کی ہے اور جو قرآن میں موجود ہے۔ اس نے کہا میں نے پورا قرآن اول سے آخر تک پڑھا ہے لیکن میں نے تو یہ حکم کہیں نہیں پایا۔

آپ نے فرمایا اگر تم سوچ سمجھ کر پڑھتیں تو ضرور پاتیں کیا تم نے آیت ما اتکم الرسول نہیں پڑھی۔ اس نے کہا ہاں یہ تو پڑھی ہے۔ فرمایا میں نے خود رسول اللہ سے سنا ہے کہ آپ نے گودنے سے اور بالوں میں بال ملانے سے اور پیشانی اور چہرے کے بال نوچنے سے منع فرمایا ہے۔ اس نے آپ کے گھر والوں کی نسبت کہا پھر دیکھ کر آئیں اور عذر خواہی کی۔ اس وقت آپ نے فرمایا اگر میری گھر والی ایسا کرتیں تو میں ان سے ملنا چھوڑ دیتا۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَائْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوه

جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اسے بجا لاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم رک جاؤ۔

... وَاتَّقُوا اللَّهَ ...

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔

... إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (٧)

البتہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عذابوں سے بچنے کے لیے اسکے احکام بجالاؤ اور اسکی ممنوعات سے بچتے رہو یاد رکھو کہ اسکی نافرمانی' مخالفت انکار کرنے والوں کی اور اس کے منع کیے ہوئے کاموں کے کرنے والوں کو وہ سخت سزا دیتا ہے اور دکھ کی مار مارتا ہے۔

مہاجرین اور انصار کے فضائل:

اوپر بیان ہوا تھا کہ فے کا مال یعنی کافروں کا جو مسلمانوں کے قبضے میں میدان جنگ میں لڑے بھڑے بغیر آ گیا ہو اسکے مالک رسول اللہ ہیں۔ آپ یہ مال کسے دیں گے اسکا بیان بھی اوپر ہوا تھا۔ اب ان آیتوں میں بھی انہی مستحقین فے کا مزید بیان ہو رہا ہے کہ اسکے حقدار وہ غریب مہاجر ہیں جنہوں نے اللہ کو رضامند کرنے کے لیے اپنی قوم کو ناراض کر لیا' یہاں تک کہ انہیں اپنا وطن عزیز اور اپنے ہاتھ کا مشکلوں سے جمع کیا ہوا مال وغیرہ سب چھوڑ چھاڑ کر چل دینا پڑا۔ اللہ کے دین کی اور اسکے رسول کی مدد میں برابر مشغول ہیں اللہ کے فضل و خوشنودی کے متلاشی ہیں' یہی سچے لوگ ہیں جنہوں نے اپنا فعل اپنے قول کے مطابق کر دکھایا۔ یہ اوصاف سادات مہاجرین میں تھے۔

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ ...

(فے کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں

... يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ...

وہ اللہ کے فضل اور اسکی رضا مندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں'

... أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (٨)

یہی راست باز لوگ ہیں۔

یہاں انصار کی مدح بیان ہو رہی ہے اور انکی فضیلت شرافت کرم اور بزرگی کا اظہار ہو رہا ہے' انکی کشادہ دلی' نیک نفسی ایثار و سخاوت کا ذکر ہو رہا ہے کہ انہوں نے مہاجرین سے پہلے ہی دار الہجرت مدینہ میں اپنی بود و باش رکھی اور ایمان پر قیام رکھا۔ مہاجرین کے پہنچنے سے پہلے ہی یہ ایمان لا چکے تھے بلکہ بہت سے مہاجرین سے بھی پہلے یہ ایماندار بن چکے تھے۔

صحیح بخاری میں اس آیت کی تفسیر کے موقع پر یہ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

میں اپنے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین کے حق ادا کرتا رہے' انکی خاطر مدارت میں کمی نہ کرے اور میری وصیت ہے کہ انصار کے ساتھ بھی نیکی اور بھلائی کرے جنہوں نے مدینہ میں جگہ بنائی اور ایمان میں جگہ حاصل کی' انکے بھلے لوگوں کی بھلائیاں قبول کرے اور انکی خطاؤں سے درگزر اور چشم پوشی کرے۔ انکی شرافت طبعی ملاحظہ ہو کہ جو بھی راہ الٰہی میں ہجرت کر کے آئے یہ اپنے دل میں اسے گھر دیتے ہیں اور اپنا جان و مال ان پر سے نثار کرنا اپنا فخر جانتے ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ مہاجرین نے ایک بار کہا یا رسول اللہ ہم نے تو دنیا میں ان انصار جیسے لوگ نہیں دیکھے' تھوڑے میں سے تھوڑا اور بہت میں سے بہت برابر ہمیں دے رہے ہیں' مدتوں سے ہمارا کل خرچ اٹھا رہے ہیں اور کبھی چہرے پر شکن بھی نہیں بلکہ خدمت کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں دیتے ہیں اور احسان نہیں رکھتے' کام کاج خود کریں اور کمائی ہمیں دیں' حضور ہمیں تو ڈر ہے کہ کہیں ہمارے اعمال کا سارا سارا اجر انہیں کو نہ مل جائے۔ آپؐ نے فرمایا:

لَا، مَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِمْ وَدَعَوْتُمُ اللهَ لَهُم

نہیں نہیں جب تک تم انکی ثنا اور تعریف کرتے رہو گے اور انکے لیے دعائیں مانگتے رہو گے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے انصاریوں کو بلا کر فرمایا کہ میں بحرین کا علاقہ تمہارے نام لکھ دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ جب تک آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اتنا ہی نہ دیں ہم اسے نہ لیں گے۔ آپؐ نے فرمایا:

إِمَّا لَا، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي، فَإِنَّهُ سَيُصِيبُكُمْ بَعْدِي أَثَرَة

اچھا اگر نہیں لیتے تو دیکھو آئندہ بھی صبر کرتے رہنا میرے بعد ایسا وقت بھی آئے گا کہ اوروں کو دیا جائے گا اور تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔

صحیح بخاری کی اور حدیث میں ہے کہ انصاریوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارے کھجوروں کے باغات ہم میں اور ہمارے بھائیوں میں تقسیم کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا:

سنو کام کاج بھی تم ہی کرو اور ہم سب کو تو پیداوار میں شریک رکھو۔

انصار نے جواب دیا یا رسول اللہ ہمیں یہ بھی بخوشی منظور ہے۔

وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ ...

اور ان کے لیے جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ میں) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں

...يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا...

اور مہاجرین کو جو کچھ دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی دھڑکا نہیں رکھتے

... وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ...

بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کتنی ہی سخت حاجت ہو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اپنے دلوں میں کوئی حسد ان مہاجرین کی قدر و منزلت اور ذکر و مرتبت پر نہیں کرتے' جو انہیں مل جائے انہیں اس پر رشک نہیں ہوتا۔

اسی مطلب پر اس حدیث کی دلالت بھی ہے جو مسند احمد میں حضرت انسؓ کی روایت سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا دیکھو ابھی ایک جنتی شخص آنے والا ہے۔ تھوڑی دیر میں ایک انصاری اپنے بائیں ہاتھ میں اپنی جوتیاں لیے ہوئے تازہ وضو کر کے آ رہے تھے۔ داڑھی پر سے پانی ٹپک رہا تھا۔

دوسرے دن بھی اسی طرح ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے یہی فرمایا' اور وہی شخص اسی طرح آئے۔ تیسرے دن بھی یہی ہوا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاصؓ آج دیکھتے بھالتے رہے اور جب مجلس نبوی ختم ہوئی اور یہ بزرگ وہاں سے اٹھ کر چلے تو یہ بھی ان کے پیچھے ہو لئے اور ان سے کہنے لگے کہ حضرت مجھ میں اور میرے والد میں کچھ تکرار ہو گئی جس پر میں قسم کھا بیٹھا ہوں کہ تین دن تک اپنے گھر نہیں جاؤں گا پس اگر آپ مہربانی فرما کر مجھے اجازت دیں تو میں یہ دن آپ کے ہاں گزار دوں۔

چنانچہ حضرت عبداللہؓ نے یہ تین راتیں انکے گھر گزاریں۔

دیکھا کہ وہ رات کو تہجد کی لمبی نماز بھی نہیں پڑھتے صرف اتنا کرتے ہیں کہ جب آنکھ کھلے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اسکی بڑائی اپنے بستر پر ہی لیٹے لیٹے کر لیتے ہیں یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے اٹھیں' ہاں یہ ضرور بات تھی کہ میں نے ان کے منہ سے سوائے کلمہ خیر کے اور کچھ نہیں سنا۔

جب تین راتیں گزر گئیں تو مجھے انکا عمل بہت ہی ہلکا سا معلوم ہونے لگا۔ اب میں نے ان سے کہا کہ حضرت دراصل نہ تو میرے والد کے درمیان کوئی ایسی باتیں ہوئی تھیں نہ میں نے ناراضگی کے باعث گھر چھوڑا تھا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ تین مرتبہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی ایک جنتی شخص آ رہا ہے اور تینوں مرتبہ آپ ہی آئے تو میں نے ارادہ کیا کہ آپ کی خدمت میں کچھ دن رہ کر دیکھوں تو سہی کہ آپ ایسی کونسی عبادتیں کرتے ہیں جو جیتے جی بہ زبان رسولؐ آپ کے جنتی ہونے کی یقینی خبر ہم تک پہنچ گئی۔

چنانچہ میں نے یہ بہانہ کیا اور تین رات تک آپ کی خدمت میں رہا تاکہ آپ کے اعمال کو دیکھ کر میں بھی ویسے ہی عمل شروع کر دوں لیکن میں نے تو آپ کو نہ تو کوئی نیا اور اہم عمل کرتے ہوئے دیکھا نہ عبادت میں ہی اوروں سے زیادہ بڑھا ہوا دیکھا۔

اب جا رہا ہوں لیکن زبانی ایک سوال ہے کہ آپ ہی بتائیے آخر وہ کونسا عمل ہے جس نے آپ کو پیغمبر الٰہی کی زبانی جنتی بنایا؟

آپ نے فرمایا بس تم میرے اعمال کو دیکھ چکے انکے سوا اور کوئی خاص پوشیدہ عمل تو ہے نہیں۔

چنانچہ ان سے رخصت ہو کر چلا تھوڑی ہی دور نکلا تھا جو انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا میرا ایک عمل سنتے جاؤ وہ یہ کہ:

میرے دل میں کبھی کسی مسلمان سے دھوکہ بازی' حسد اور بغض کا ارادہ بھی نہیں ہوا میں کبھی کسی مسلمان کا بدخواہ نہیں بنا۔

حضرت عبداللہ نے یہ سن کر فرمایا کہ بس اب معلوم ہو گیا' اسی عمل نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو ہر ایک کے بس میں نہیں۔

غرض یہ ہے کہ ان انصار میں یہ وصف تھا کہ مہاجرین کو اگر کوئی مال وغیرہ دیا جائے اور انہیں نہ ملے تو یہ برا نہیں مانتے تھے۔

... وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (٩)

بات یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچیں وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اپنے نفس کی بخیلی اور لالچ سے بچ گیا اس نے نجات پائی۔

مسند احمد اور مسلم میں ہے رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

إِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،

لوگو ظلم سے بچو قیامت کے دن یہ ظلم اندھیریاں بن جائے گا۔

وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ

لوگو بخیلی اور حرص سے بچو یہی وہ چیز ہے جس نے تم سے پہلے لوگوں کو برباد کر دیا اسکی وجہ سے انہوں نے خونریزیاں کیں اور حرام کو حلال بنا لیا۔

اور سند سے یہ بھی مروی ہے:

فحش سے بچو اللہ تعالیٰ فحش باتوں اور بے حیائی کے کاموں کو ناپسند فرماتا ہے۔

حرص اور بخیلی کی مذمت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اسی کے باعث اگلوں نے ظلم کئے فسق و فجور کئے اور قطع رحمی کی۔

ابوداؤد میں ہے اللہ کی راہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کسی بندے کے پیٹ میں جمع ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح بخیلی اور ایمان بھی کسی بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

یعنی راہ الٰہی کی گرد جس پر پڑی وہ جہنم سے آزاد ہو گیا اور جس کے دل میں بخیلی نے گھر کر لیا اسکے دل میں ایمان کے رہنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

حضرت عبداللہؓ کے پاس آ کر ایک شخص نے کہا کہ میں تو ہلاک ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ کہا قرآن میں تو ہے جو اپنے نفس کی بخیلی سے بچا دیا گیا اس نے فلاح پالی اور میں تو مال کو بڑا روکنے والا ہوں خرچ کرتے ہوئے دل رکتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کنجوسی کا ذکر اس آیت میں نہیں یہاں مراد بخیلی سے یہ ہے کہ تو اپنے کسی مسلمان بھائی کا مال ظلم سے کھا جائے ہاں بخیلی بمعنی کنجوسی بھی ہے جو بہت بری چیز۔ ابن ابی حاتم

ایک حدیث میں ہے:

جس نے زکوٰۃ ادا کی اور مہمانداری کی اور اللہ کی راہ کے ضروری کاموں میں دیا وہ اپنے نفس کی بخیلی سے دور ہو گیا۔

وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ ...

اور انکے لیے جو انکے بعد آئیں جو کہیں گے کہ

... رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ ...

اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں

... وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (١٠)

اور ایمانداروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال'

یہاں مال فے کے مستحقین لوگوں کی تیسری قسم کا بیان ہو رہا ہے کہ انصار اور مہاجرین کے فقراء کے بعد انکے تابع جو ان کے بعد کے لوگ ہیں۔ ان میں کے مساکین بھی اس مال کے مستحق ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اپنے سے اگلے باایمان والوں کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ جیسے کہ سورۂ توبہ میں ہے:

وَالسَّبِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَجِرِينَ وَالأَنْصَرِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ (9:100)

اول اول سبقت کرنے والے مہاجر و انصار اور انکے بعد کے وہ لوگ جو احسان میں ان کے متبع ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے خوش ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔

یعنی یہ بعد کے لوگ ان اگلوں کے آثار حسنہ اور اوصاف جمیلہ کی اتباع کرنے والے اور انہیں نیک دعاؤں سے یاد رکھنے والے ہیں گویا ظاہر باطن انکے تابع ہیں۔

منافقوں کی چالبازیاں:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ...

کیا تو نے منافقوں کو نہ دیکھا؟ کہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں

... لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ ...

اگر تم جلاوطن کیے گئے تو اللہ کی قسم ہم بھی تمہارے ساتھ وطن چھوڑ دیں گے

وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا ...

اور تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات نہ مانیں گے

... وَإِن قُوتِلْتُمْ لَنَنصُرَنَّكُمْ ...

اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو بخدا ہم تمہاری مدد کریں گے'

... وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (١١)

لیکن اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ یہ قطعاً جھوٹے ہیں۔

عبداللہ بن ابی اور اسی جیسے منافقین کی چالبازی اور عیاری کا ذکر ہو رہا ہے کہ انہوں نے بنونضیر کو تھپک کر جھوٹا دلاسا دلا کر غلط وعدہ کر کے مسلمانوں سے بھڑا دیا' ان سے وعدہ کیا کہ ہم تمہارے ساتھی ہیں لڑنے میں تمہاری مدد کریں گے اور تم ہار گئے اور مدینہ سے ولیس نکالا ملا تو ہم بھی تمہارے ساتھ اس شہر کو چھوڑ دیں گے' لیکن بہ وقت وعدہ ہی ایفا کرنے کی نیت نہ تھی' اور یہ بھی کہ ان میں اتنا حوصلہ بھی نہیں کہ ایسا کر سکیں نہ لڑائی میں انکی مدد کر سکیں نہ برے وقت انکا ساتھ دیں۔

لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ ...

اگر وہ جلاوطن کیے گئے تو یہ انکے ساتھ نہ جائیں گے۔

... وَلَئِن قُوتِلُوا لَا يَنصُرُونَهُمْ ...

اور اگر ان سے جنگ چھڑ گئی تو یہ انکی مدد بھی نہ کریں گے

... وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ...

اور اگر بالفرض مدد پر آ بھی گئے تو بھی پیٹھ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے

اگر بدنامی کے خیال سے میدان میں آ بھی جائیں تو یہاں آتے ہی تیر و تلوار کی صورت دیکھتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور نامردی کے ساتھ بھاگتے ہی بن پڑے۔

... ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ (١٢)

پھر مدد نہ کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مستقل طور پر پیش گوئی فرماتا ہے کہ انکی تمہارے مقابلے میں امداد نہ کی جائے گی۔

لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ ...

مسلمانو یقین مانو کہ تمہاری ہیبت انکے دلوں میں بہ نسبت اللہ کی ہیبت کے بہت زیادہ ہے

یہ اللہ سے بھی اتنا نہیں ڈرتے جتنا تم سے خوف کھاتے ہیں' جیسے اور جگہ بھی ہے:

إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً (4:77)

انکا ایک فریق لوگوں سے اتنا ڈرتا ہے جتنا اللہ سے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

... ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ (١٣)

اس لیے کہ یہ بے سمجھ لوگ ہیں۔

لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا ...

یہ سب مل کر بھی تم سے لڑ نہیں سکتے

... إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاء جُدُرٍ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ...

ہاں یہ اور بات ہے کہ قلعہ بند مقامات میں ہوں یا دیواروں کی آڑ میں ہوں انکی لڑائی تو ان میں آپس میں ہی بہت کچھ ہے۔

بات یہ ہے کہ یہ بے سمجھ لوگ ہیں انکی نامردی اور بزدلی کے یہ حالت ہے کہ یہ میدان کی لڑائی کبھی لڑ نہیں سکتے ہاں اگر مضبوط اور محفوظ قلعوں میں بیٹھے ہوئے ہوں یا مورچوں کی آڑ میں چھپ کر کچھ کاروائی کرنے کا موقعہ ہو تو خیر بہ سبب ضرورت کے کر گزریں گے لیکن میدان میں آ کر بہادری کے جوہر دکھانا یہ ان سے کوسوں دور ہے' یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ جیسے اور جگہ ہے:

وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ (6:65)

بعض کو بعض سے لڑائی کا مزہ چکھاتا ہے۔

... تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى ...

گو تم انہیں متفق سمجھ رہا ہے لیکن انکے دل دراصل ایک سے ایک جدا ہیں۔

... ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ (١٤)

اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔

تم انہیں مجتمع اور متفق سمجھ رہے ہو لیکن دراصل یہ متفرق و مختلف ہیں ایک کا دل دوسرے سے نہیں ملتا' منافق اپنی جگہ اور اہل کتاب اپنی جگہ ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ بے عقل لوگ ہیں۔

كَمَثَلِ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ ...

ان لوگوں کی طرح جو ان سے کچھ ہی پہلے گزرے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا وبال چکھ لیا'

... وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (١٥)

جن کے لیے المناک عذاب تیار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انکی مثال ان سے کچھ ہی پہلے کے کافروں جیسی ہے جنہوں نے یہاں بھی اپنے کیے کا بدلہ بھگتا اور وہاں کا بھگتنا ابھی باقی ہے۔

اس سے مراد یا تو کفار قریش ہیں کہ بدر والے دن انکی کمر کبڑی ہوگئی اور سخت نقصان اٹھا کر کشتوں کے پشتے چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے یا بنوقینقاع کے یہود ہیں کہ وہ بھی شرارت پر اتر آئے اللہ نے ان پر اپنی نبی کو غالب کیا اور آپ نے انہیں مدینہ سے خارج البلد کرا دیا۔ یہ دونوں واقعے ابھی ابھی کے ہیں اور تمہاری عبرت کا صحیح سبق ہیں لیکن اس وقت کے کوئی عبرت حاصل کرنے والا انجام کو سوچنے والا ہو بھی۔ زیادہ مناسب مقام بنوقینقاع کے یہود کا واقعہ ہی ہے' واللہ اعلم۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ ...

شیطان کی طرح کہ اس نے انسان سے کہا کفر کر

... فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ ...

جب وہ کر چکا تو کہنے لگا میں تو تجھ سے بیزار ہوں۔

... إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (١٦)

میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

منافقین کے وعدوں پر ان یہودیوں کا شرارت پر آمادہ ہونا اور ان کے پھرے میں آ کر معاہدہ توڑ ڈالنا پھر ان منافقین کا انہیں موقعہ پر کام نہ آنا نہ لڑائی کے وقت مدد پہنچانا نہ جلاوطنی میں ساتھ دینا ایک مثال سے سمجھایا جاتا ہے کہ دیکھو شیطان بھی اسی طرح انسان کو کفر پر آمادہ کرتا ہے اور جب یہ کفر کر چکتا ہے تو خود بھی اسے ملامت کرنے لگتا ہے اور اپنا اللہ والا ہونا ظاہر کرنے لگتا ہے۔

اسی مثال کا ایک واقعہ بھی سن لیجئے۔

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا ساٹھ سال اسے عبادت الٰہی میں گزر چکے تھے۔ شیطان نے اسے ورغلانا چاہا لیکن وہ قابو میں نہ آیا۔ اس نے ایک عورت پر اپنا اثر ڈالا اور یہ ظاہر کیا کہ گویا اسے جنات ستا رہے ہیں۔ ادھر اس عورت کے بھائیوں کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ اسکا علاج اسی عابد سے ہوسکتا ہے یوں اس عورت کو اس عابد کے پاس لائے اس نے علاج معالجہ یعنی دم وغیرہ کرنا شروع کیا اور یہ عورت یہیں رہنے لگی۔

ایک دن عابد اس کے پاس ہی تھا جو شیطان سے اس کے خیالات خراب کرنے شروع کئے یہاں تک کہ وہ زنا کر بیٹھا اور وہ عورت حاملہ ہوگئی۔ اب رسوائی کے خوف سے شیطان نے چھٹکارے کی یہ صورت بتلائی کہ اس عورت کو مار ڈال ورنہ راز کھل جائے گا۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ ادھر اس نے جا کر عورت کے بھائیوں کو شک دلوایا وہ دوڑے ہوئے آئے۔

شیطان راہب کے پاس آیا اور کہا وہ لوگ آ رہے ہیں اب عزت بھی جائے گی اور جان بھی جان گی اگر مجھے خوش کر لے اور میرا کہا مان لے تو عزت اور جان دونوں بچ سکتی ہیں۔ اس نے کہا جس طرح تو کہے میں تیار ہوں۔ شیطان نے کہا مجھے سجدہ کر۔ عابد نے اسے سجدہ کرلیا۔ شیطان کہنے لگا تف ہے تجھ پر کم بخت میں تو اب تجھ سے بیزار ہوں میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب العالمین ہے۔ ابن جریر

حضرت جریج کا واقعہ:

اسکے برعکس جریج عابد کا قصہ ہے کہ ایک بدکار عورت نے ان پر تہمت لگا دی کہ اس نے میرے ساتھ زنا کیا اور یہ بچہ جو مجھے ہوا ہے وہ اسی کا ہے چنانچہ لوگوں نے حضرت جریج کے عبادت خانے کو گھیر لیا اور نہایت بے ادبی سے زدوکوب کرتے ہوئے گالیاں دیتے ہوئے باہر لے آئے اور عبادت خانے کو ڈھا دیا۔

یہ بیچارے گھبرائے ہوئے ہر چند پوچھتے ہیں کہ آخر واقعہ کیا ہے؟ لیکن مجمع آپے سے باہر ہے۔ آخر کسی نے کہا کہ دشمن الٰہی اولیاء اللہ کے لباس میں یہ شیطانی حرکت؟ اس عورت سے تو نے بدکاری کی۔

حضرت جریج نے فرمایا اچھا ٹھہرو صبر کرو اس بچے کو لاؤ۔ چنانچہ وہ دودھ پیتا چھوٹا سا بچہ لایا گیا۔ حضرت جریج نے اپنی عزت کی بقا کی اللہ سے دعا کی' پھر اس بچے سے پوچھا اے بچے بتلا تیرا باپ کون ہے؟

اس بچے کو اللہ نے اپنے ولی کی عزت بچانے کے لیے اپنی قدرت سے گویائی کی قوت عطا فرمادی اور اس نے صاف وفصیح زبان میں اونچی آواز سے کہا میرا باپ ایک چرواہا ہے۔ یہ سنتے ہی بنی اسرائیل کے ہوش جاتے رہے یہ اس بزرگ کے سامنے عذر معذرت کرنے لگے معافی مانگنے لگے۔ انہوں نے کہا بس اب مجھے چھوڑ دو۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کی عبادت گاہ سونے کی بنا دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بس اسے جیسی وہ تھی ویسے ہی رہنے دو۔

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّار خَالِدَيْن فِيهَا ...

پس دونوں کا انجام یہ ہوا کہ آتش دوزخ میں ہمیشہ کے لیے گئے'

... وَذَلِكَ جَزَاء الظَّالِمِينَ (١٧)

گنہگاروں کی یہی سزا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخر انجام کفر کے کرنے اور حکم دینے والے کا یہی ہوا کہ دونوں ہمیشہ کے لیے جہنم واصل ہوئے۔ ہر ظالم اپنے ظلم کی سزا پا ہی لیتا ہے۔

اللہ سے ڈرنا:

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ ہم دن چڑھے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ کچھ لوگ آئے جو ننگے بدن اور کھلے پیر تھے صرف چادروں یا عباؤں سے بدن چھپائے ہوئے تلواریں گردنوں میں حمائل کئے ہوئے تھے اکثر بلکہ کل کے کل قبیلہ مضر میں سے تھے۔ انکی اس فقر وفاقہ کی حالت نے رسول اللہؐ کے چہرے کی رنگت کو متغیر کر دیا۔ آپؐ گھر میں گئے پھر باہر آئے پھر حضرت بلالؓ کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ اذان ہوئی پھر اقامت ہوئی۔ آپؐ نے نماز پڑھائی پھر خطبہ شروع کیا اور یہ آیت تلاوت کی:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا **(4:1)**

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اسکی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں' اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناتے توڑنے سے بھی بچو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

پھر سورۂ حشر کی آیت ولتنظر نفس ما قدمت لغد پڑھی اور لوگوں کو خیرات دینے کی رغبت دلائی جس پر لوگوں نے صدقہ دینا شروع کیا۔ بہت سے درہم دینار کپڑے لتے گیہوں کھجوریں وغیرہ آ گئیں۔ آپؐ برابر تقریر کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ فرمایا اگر آدھی کھجور بھی دے سکتے ہو تو لے آؤ' ایک انصاری ایک تھیلی نقدی کی بھری ہوئی بہت وزنی جسے بمشکل اٹھا سکتے تھے لے آئے پھر تو لوگوں نے تابڑ توڑ جو پایا لانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ہر چیز کے ڈھیر لگ گئے اور حضورؐ نے یہ دیکھ کر خوشی سے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ،

وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا، مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ

جو بھی کسی اسلامی کار خیر کو شروع کرے اسے اپنا بھی اور اسکے بعد جو بھی اس کام کو کریں سب کا بدلہ ملا ہے لیکن بعد والوں کے اجر گھٹ کر نہیں' اسی طرح جو اسلام میں کسی برے اور خلاف شرح طریقے کو جاری کرے اس پر اسکا اپنا گناہ بھی ہوتا ہے اور پھر جتنے لوگ اس پر کاربند ہوں سب کو جتنا گناہ ملے گا اتنا ہی اسے بھی ملا ہے مگر انکے گناہ گھٹتے نہیں۔ مسلم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ...

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو

آیت میں پہلے حکم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے بچاؤ کی صورت کرو یعنی اسکے احکام بجالا کر اسکی نافرمانیوں سے بچو۔

.... وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ...

اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے اعمال کا کیا ذخیرہ رکھ چھوڑا ہے۔

فرمان ہے کہ وقت سے پہلے اپنا حساب آپ لیا کرو دیکھتے رہو کہ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے پیش ہو گے تب کام آنے والے نیک اعمال کا کتنا کچھ ذخیرہ تمہارے پاس ہے۔

... وَاتَّقُوا اللَّهَ ...

اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو۔

... إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (١٨)

اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

اب تاکیداً ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ تمہارے اعمال و احوال سے اللہ تعالیٰ پورا باخبر ہے نہ کوئی چھوٹا کام اس سے پوشیدہ ہے نہ بڑا نہ چھپا نہ کھلا۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ...

اورتم ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی ایسا کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے

... أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (١٩)

اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔

فرمایا کہ اللہ کے ذکر کو نہ بھولو ورنہ وہ تمہیں نیک اعمال جو آخرت میں نفع دینے والے ہیں بھلا دے گا۔ اس لیے کہ ہر عمل کا بدلہ اسکی جنس سے ہوتا ہے' اسی لیے فرمایا کہ یہی لوگ فاسق ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل جانے والے اور قیامت کے دن نقصان پانے والے اور ہلاکت میں پڑنے والے یہی لوگ ہیں جیسے اور جگہ ارشاد ہے:

يأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لاَ تُلْهِكُمْ أَمْوَلُكُمْ وَلاَ أَوْلَـدُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَمَن يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْخَـسِرُونَ (63:9)

مسلمانو! تمہیں تمہارے مال واولاد یاد اللہ سے غافل نہ کر دیں۔ جو ایسا کریں وہ سخت خسارے میں ہیں۔

طبرانی میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا:

کیا تم نہیں جانتے کہ صبح شام تم اپنے مقررہ وقت کی طرف بڑھ رہے ہو۔ پس تمہیں چاہیے کہ اپنی زندگی کے اوقات اللہ عزوجل کی فرماں برداری میں گزارو اور اس مقصد کو بجز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے صرف اپنی طاقت وقوت سے کوئی حاصل نہیں کر سکتا جن لوگوں نے اپنی عمر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے سوا اور کاموں میں کھپائی ان جیسے تم نہ ہونا' اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان جیسا بننے سے منع فرمایا ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ

اورتم ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی ایسا کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔

خیال کرو کہ تمہاری جان پہچان کے تمہارے بھائی آج کہاں ہیں؟ انہوں نے اپنے گذشتہ ایام میں جو اعمال کیے تھے انکا بدلہ لینے یا انکی سزا بھگتنے کے لیے وہ دربار الٰہی میں جا پہنچے یا تو انہوں نے سعادت اور خوش نصیبی پائی یا نامرادی اور شقاوت حاصل کر لی۔ کہاں ہیں؟ وہ سرکش لوگ جنہوں نے بارونق شہر بسائے اور انکے مضبوط قلعے کھڑے کیے' آج وہ قبروں کے گڑھوں میں پتھروں تلے دبے پڑے ہیں۔

یہ ہے کتاب اللہ قرآن کریم تم اس نور سے روشنی حاصل کرو جو تمہیں قیامت کے دن کی اندھیریوں میں کام آ سکے' اس کی خوبی بیان سے عبرت حاصل کرو اور بن سنور جاؤ دیکھو اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ اور انکے اہل بیت کی تعریف کرتے ہوئے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ (21:90)

وہ نیک کاموں میں سبقت کرتے تھے اور بڑی لالچ اور سخت خوف کے ساتھ ہم سے دعائیں کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے جھکے جاتے تھے۔

سنو وہ بات بھلائی سے خالی ہے جس سے اللہ کی رضامندی مقصود نہ ہو وہ مال خیر و برکت والا نہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جاتا ہو وہ شخص نیک بختی سے دور ہے جسکی جہالت بردباری پر غالب ہو اسی طرح وہ شخص بھی نیکی سے خالی ہاتھ ہے جو اللہ کے احکام کی تعمیل میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف کھائے۔

اسکی اسناد بہت عمدہ ہے اور راوی ثقہ ہیں۔

لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ...

اہل نار اور اہل جنت باہم برابر نہیں

ارشاد ہوتا ہے کہ جہنمی اور جنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یکساں نہیں جیسے فرمان ہے:

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُونَ (45:21)

کیا بدکاروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم انہیں باایمان نیک کاروں کے مثل کر دیں گے انکا جینا اور مرنا یکساں ہے۔ انکا یہ دعوی بالکل غلط اور برا ہے۔

اور جگہ فرمایا:

وَمَا يَسْتَوِي الأَعْمَى وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلاَ الْمُسِيءُ قَلِيلاً مَّا تَتَذَكَّرُونَ (40:58)

اندھا اور دیکھتا ایماندار صالح اور بدکار برابر نہیں تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کر رہے ہو۔

اور فرمان ہے:

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ (38:28)

کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو فسادیوں جیسا کر دیں گے یا پرہیزگاروں کو مثل فاجروں کے کر دیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ نیک کاروں کا اکرام ہوگا اور بدکاروں کی ذلت و رسوائی ہوگی۔

... أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ (٢٠)

جو اہل جنت ہیں وہی کامیاب ہیں (اور جو اہل نار ہیں وہ ناکام)۔

یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ جنتی لوگ فائز بمرام مقصد ور کامیاب اور فلاح ونجات یافتہ ہیں۔ اللہ عزوجل کے عذابوں سے یہ بال بال بچ جائیں گے۔

قرآن کا عظمت:

قرآن کریم کی بزرگی بیان ہورہی ہے کہ فی الواقع یہ پاک کتاب اس قدر بلند مرتبہ ہے کہ دل اس کے سامنے جھک جائیں' رونگٹے کھڑے ہوجائیں' کلیجے کپکپا جائیں' اسکے سچے وعدے اور اسکی حقانی ڈانٹ ڈپٹ ہر ہر سننے والے کو بید کی طرح تھرائے اور دربار الٰہی میں سربسجود گرادے۔

لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ...

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ خوف خدا سے وہ پست ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا'

... وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (٢١)

ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غوروفکر کریں۔

اگر یہ قرآن جناب باری کسی سخت بلند اور اونچے پہاڑ پر بھی نازل فرماتا اور اسے غوروفکر کی اور فہم وفراست کی حس بھی دیتا تو وہ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہوجاتا' پھر انسانوں کے دلوں پر جو نسبتاً بہت نرم اور چھوٹے ہیں جنہیں پوری سمجھ بوجھ ہے اسکا بہت بڑا اثر پڑنا چاہیے۔ ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے انکے غوروفکر کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا۔

مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو بھی ذرا اور عاجزی چاہیے۔

متواتر حدیث میں ہے کہ منبر تیار ہونے سے پہلے رسول اللہ ایک کھجور کے تنے پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب منبر بن گیا اور بچھ گیا اور حضور اس پر خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے اور وہ تنہ دور ہوگیا تو اس میں سے رونے کی آواز آنے لگی اور اس طرح سسکیاں لے لے کر وہ رونے لگا جیسے کوئی بچہ بلک بلک کر روتا ہو اور اسے چپ کرایا جارہا ہو کیونکہ اسے اس ذکر ووحی کے سننے سے کچھ دوری ہوگئی۔

اسی طرح کی یہ آیت ہے کہ جب ایک پہاڑ کا یہ حال ہو تو تمہیں چاہیے کہ تم تو اس حالت میں اس سے آگے رہو۔

اور جگہ فرمان الٰہی ہے:

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى (13:31)

اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اسکے باعث پہاڑ چلا دیئے جائیں یا زمین کاٹ دی جائے یا مردے نکل پڑیں (تو اسکے قابل یہی قرآن تھا) مگر پھر بھی ان کفار کو ایمان نصیب نہ ہو۔

اور جگہ فرمان عالی شان ہے:

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَرُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ (2:74)

بعض پتھر ایسے ہیں جن میں سے نہریں بہہ نکلتی ہے بعض وہ ہیں کہ پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے پانی نکلتا ہے۔ بعض اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ...

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی پالنے والا اور پرورش کرنے والا ہے نہ اس کے سوا کسی کی ایسی ذات ہے کہ اسکی کسی قسم کی عبادت کوئی کرے۔ اس کے سوا جن جن کی لوگ پرستش اور پوجا کرتے ہیں وہ سب باطل ہیں۔

... عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ...

چھپے کھلے کا جاننے والا

وہ تمام کائنات کا علم رکھنے والا ہے جو چیزیں ہم پر ظاہر ہیں اور جو چیزیں ہم سے پوشیدہ ہیں سب اس پر عیاں ہے خواہ بڑی ہوں یہاں تک کہ اندھیریوں کے ذرے بھی اس پر ظاہر ہیں۔

... هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (٢٢)

بخشنے اور رحم کرنے والا

وہ اتنی بڑی وسیع رحمت والا ہے کہ اسکی رحمت تمام مخلوق پر شامل ہے وہ دنیا اور آخرت میں رحمٰن بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ ہماری تفسیر کے شروع میں ان دونوں ناموں کی پوری تفسیر گزر کی ہے۔

قرآن کریم میں اور جگہ ہے:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (7:156)

میری رحمت نے تمام چیزوں کو گھیر رکھا ہے۔

اور جگہ فرمان ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (10:58)

کہہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے ساتھ خوش ہونا چاہیے۔ تمہاری جمع کردہ چیز سے بہتر یہی ہے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ...

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں،

... الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ ...

بادشاہ نہایت پاک سب عیبوں سے صاف

اس مالک رب معبود کے سوا اور کوئی اوصاف والا نہیں تمام چیزوں کا وہی مختار مالک ہے، ہر چیز کا ہیر پھیر کرنے والا اس پر قبضہ اور تصرف رکھنے والا بھی وہی ہے کوئی نہیں جو اسکی مزاحمت یا مدافعت کر سکے یا اسے ممانعت کر سکے۔

وہ قدوس ہے یعنی ظاہر ہے، مبارک ہے، ذاتی اور صفاتی نقصانات سے پاک ہے تمام بلند مرتبہ فرشتے اور سب کی سب اعلیٰ مخلوق اسکی تسبیح و تقدیس میں علی الدوام مشغول ہیں۔

کل عیبوں اور نقصانوں سے مبرا اور منزا ہے۔

... الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ ...

امن دینے والا نگہبان غالب

اسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں اپنے افعال میں بھی اسکی ذات ہر طرح کے نقصان سے پاک ہے۔

وہ مومن ہے یعنی تمام مخلوق کو اس نے اس بات سے بے خوف رکھا ہے کہ ان میں کسی طرح کا کسی وقت اپنی طرف سے ظلم ہو۔ اس نے یہ فرما کر کہ وہ حق ہے سب کو امن دے رکھا ہے، اپنے ایمان دار بندوں کے ایمان کی تصدیق کرتا ہے

وہ مھیمن ہے یعنی اپنی تمام مخلوق کے کل اعمال کا ہر وقت یکساں طور پر شاہد ہے اور نگہبان ہے، جیسے فرمان ہے:

وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (58:6)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے۔

اور فرمان ہے:

ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ (10:46)

اور اللہ تعالیٰ انکے تمام افعال پر گواہ ہے۔

اور جگہ فرمایا:

أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ (13:33)

آیا وہ اللہ جو کہ، ہر لینے والا ہے ہر شخص کی اس کے کئے ہوئے اعمال پر

مطلب یہ ہے کہ کہ ہر نفس جو کچھ کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

وہ عزیز ہے ہر چیز اسی کے تابع فرمان ہے۔کل مخلوق پر وہ غالب ہے پس اسکی عزت' عظمت' جبروت کی وجہ سے اسکا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔

...الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ...

خود مختار بڑائی والا'

وہ جبار اور متکبر ہے' جبریت اور تکبر صرف اسی کی شایان شان ہے۔

صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الْعَظَمَةُ إِزَارِي، وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا عَذَّبْتُه

عظمت میرا تہبند ہے اور کبریائی میری چادر ہے جو مجھ سے ان دونوں میں سے کسی کو چھیننا چاہے گا میں اسے عذاب کروں گا۔

... سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (٢٣)

پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اسکا شریک بناتے ہیں'

اپنی مخلوق کو جس چیز پر چاہے وہ رکھ سکتا ہے۔کل کاموں کی اصلاح اسی کے ہاتھ ہے' وہ ہر برائی سے نفرت اور دوری رکھنے والا ہے۔

جو لوگ کم سمجھی کی وجہ سے دوسروں کو اسکا شریک ٹھہرا رہے ہیں' وہ ان سب سے بیزار ہے' اسکی ربانی شرکت سے مبرا ہے۔

هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ...

وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا بنانے والا صورت کھینچنے والا

اللہ تعالیٰ خالق ہے یعنی مقدر کرنے والا پھر باری ہے یعنی اسے جاری اور ظاہر کرنے والا۔

کوئی ایسا نہیں جو تقدیر اور تخلیق دونوں پر قادر ہو جو چاہے اندازہ مقرر کرے اور پھر اسی کے مطابق اسے چلائے بھی' کبھی بھی اس میں فرق نہ آنے دے۔

بہت سے ترتیب دینے والے اور اندازہ کرنے والے ہیں جو پھر اسے جاری کرنے اور اسی کے مطابق برابر جاری رکھنے پر قادر نہیں۔تقدیر کے ساتھ ایجاد اور تخلیق پر بھی قدرت رکھنے والی اللہ ہی کی ذات ہے۔

پس خلق سے مراد تقدیر اور برء سے مراد تخلیق ہے۔عرب میں یہ الفاظ ان معنوں میں برابر بطور مثال کے بھی مروج ہیں۔

اسی کی شان ہے کہ جس چیز کو جب جس طرح کرنا چاہے کہہ دیتا ہے ہو وہ اسی طرح اسی صورت میں ہو جاتی ہے۔ جیسے فرمان ہے:

فِی أیِّ صُورَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ (82:8)

جس صورت میں اس نے چاہا تجھے ترکیب دی۔

اس لیے یہاں فرماتا ہے وہ مصور ہے یعنی جسکی ایجاد جس طرح کی چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔

اللہ کریم کے اسماء حسنیٰ:

... لَهُ الْأَسْمَاء الْحُسْنَى ...

اسی کے لیے ہیں نہایت اچھے نام

پیارے پیارے بہترین اور بزرگ تر ناموں والا وہی ہے۔ سورۂ اعراف میں اس جملہ کی تفسیر گزر چکی ہے نیز وہ حدیث بھی بیان ہو چکی ہے جو بخاری و مسلم میں بہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

إنَّ للهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةٌ إلَّا وَاحِدًا، مَنْ أحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ،

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو انہیں شمار کر لے یاد رکھ لے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْر

وہ وتر ہے یعنی واحد ہے اور اکائی کو دوست رکھتا ہے۔

ترمذی میں ان ناموں کی وضاحت بھی آئی ہے۔ ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث کچھ تقدیم و تاخیر کمی زیادتی بھی ہے۔ الغرض ان تمام احادیث وغیرہ کا بیان پوری طرح تفسیر سورۂ اعراف میں گزر چکا ہے۔

... يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...

ہر چیز خواہ وہ آسمانوں میں ہو خواہ زمین میں اسکی پاکی بیان کرتی ہے

آسمان و زمین کی کل چیزیں اسکی تسبیح بیان کرتی ہیں۔ جیسے اور جگہ فرمان ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَـوَتُ السَّبْعُ وَالأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ وَإِن مِّن شَىْءٍ إِلاَّ يُسَبِّحُ بِحَمْدَهِ وَلَـكِن لاَّ تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا (17:44)

اسکی پاکیزگی بیان کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمینیں اور ان میں جو مخلوق ہے اور کوئی ایسی چیز نہیں جو اسکی تسبیح حمد کے ساتھ بیان نہ کرتی ہو لیکن تم انکی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ بے شک وہ بردبار اور بخشش کرنے والا ہے۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (٢٤)

اور وہی غالب ہے حکمت والا۔

وہ عزیز ہے۔

اسکی حکمت والی سرکار اپنے احکام اور تقدیر کے تقدر میں ایسی نہیں کہ کسی طرح کی کمی نکالی جائے یا کوئی اعتراض قائم کیا جا سکے۔

© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com